امام ابن ماجہ کے حالات زندگی

نام: آپکا نام محمد بن یزید ہے اور آپکی کنیت ابو عبد اللہ ہے

اسم منسوب: آپکا اسم منسوب ربعی ہے اور یہ نسبت قبیلہ کی طرف نسبت ولاد کی وجہ سے ہے آپکا دوسرا اسم منسوب قزوینی ہے جو ایران کے صوبے آذربائیجان کے شہر قزوین کے سبب سے نسبت کی وجہ سے ہے جو امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ کا وطن ہے

اسم ابن ماجہ کی وجہ تسمیہ: مشہور قول کے مطابق لفظ ماجہ امام ابن ماجہ محمد کا لقب ہے

پیدائش: آپکی پیدائش 209 ہجری میں ایران کے صوبہ آذربائیجان کے شہر قزوین میں ہوئی۔

اساتذہ: امام ابن ماجہ نے علم حدیث کی طلب میں حجاز، مصر، شام، عراق، اور خراسان کے تمام شہروں کا سفر کیا اسلیئے آپکے اساتذہ کی تعداد بے شمار ہے جن میں چند کے نام یہ ہے ابو بکر بن ابی شیبہ، نصر بن علی، ابو مروان محمد بن عثمان، ابو خیثمہ اور دیگر بہت سے ہیں۔

تلامذہ: امام ابن ماجہ سے ایک خلق کثیر نے استفادہ کیا جن میں علی بن سعید، ابراہیم بن دینار، احمد بن ابراہیم، احمد بن روح، اسحاق بن محمد اور دیگر بہت سے افراد شامل ہیں

تصانیف: تفسیر قرآنی، سنن ابن ماجہ، کتاب التاریخ

وصال: 64 سال کی زندگی گزار کر 22 رمضان 273 ہجری بروز پیر امام ابن ماجہ کا وصال ہوا اور منگل کے دن آپکو دفن کیا گیا آپکے بھائی ابوبکر اور ابو عبد اللہ نے قبر میں اتارا اور نماز جنازہ بھی آپکے بھائی نے پڑھائی۔

اسلوب ابن ماجہ

1. سنن ابن ماجہ کو جس طرح عوام و خواص میں پذیرائی اور قبولیت ملی وہ اس کا شاندار اسلوب اور روایت کا حسن انتخاب ہے
2. امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں زیادہ تر ان احادیث کو روایت کیا ہے جو کتب خمسہ میں موجود نہیں ہے۔
3. سنن ابن ماجہ کی ایک اہم انفرادیت و خصوصیت یہ ہے کہ امام ابن ماجہ اپنی سنن میں کوئی حدیث مکرر نہیں لائے اور یہ وہ خوبی ہے جو بقیہ کتب اصول میں سے کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔
4. زیادہ تر اس کتاب میں مسائل و احکام کے مطابق احادیث ہیں یہ فضائل اور مناقب سے متعلق احادیث اس کتاب میں [illegible] سنن ابن ماجہ میں باقی کتب سنن کی بنسبت بہت زیادہ اختصار ہے [illegible] کتاب [illegible] فروعی مسائل اور احکام کو لایا گیا ہے۔
5. بعض مقامات پر امام ابن ماجہ حدیث کی فنی حیثیت پر بھی گفتگو کرتے ہیں۔
6. اگر کسی حدیث کے بارے میں لوگوں میں تشویش اور اضطراب رہا ہو تو امام ابن ماجہ اس حدیث کے ثبوت [illegible] ذکر کر دیتے ہیں۔
7. بعض روایات بعض شہروں کے محدثین کے ساتھ خاص ہوتی ہیں اور دوسرے شہروں میں اس کی روایت نہیں ہوتی امام ابن ماجہ جب اس قسم کی حدیث بیان کرتے ہیں تو بتلا دیتے ہیں کہ یہ فلاں شہر والوں کی روایت ہے۔

باب فضل من تعلم القرآن وعلمه

223 **خیرکم**: جس طرح قرآن دیگر کتابوں اور دیگر علوم سے افضل ہے اسی طرح اس کا سیکھنے والا اور سکھانے والا بھی سب سے افضل ہے [illegible] ملا علی قاری [illegible] قرآن سیکھنے اور سکھانے میں اخلاص کی قید لگانا ضروری ہے۔

214 **الاترجہ**: اس کی مختلف لغت ہے [illegible] ترنج [illegible] خوشبو [illegible] قرآن بھی پڑھتا ہے تو وہ خود تو نور ایمان سے منور ہے اور اس کی خوشبو لوگوں کو بھی پہنچتی ہے۔

ریحانۃ: یہ اس پھول کو ریحان کہتے ہیں جس میں خوشبو ہو [illegible] اس سے منافق کی مثال ریحان کی [illegible] ایمان نہیں مگر [illegible] جو مومن ہو [illegible] قاری [illegible] اللہ کی [illegible] منافق [illegible] قرآن [illegible] باطن میں [illegible]

215 **اهل الله**: قرآن والوں سے مراد قرآن پڑھنے والے یاد کرنے والے [illegible] اس کا علم حاصل کرنے والے [illegible] قرآن [illegible] اللہ والے ہیں [illegible]

پھر جو تم نے کہا اے ابو ہریرہ تم بس الطوف نے فرمایا میں لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث جو انھوں نے دنیا کو میراث میں نہیں بنایا۔

طلب علم فریضۃ: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص پر اس کی ضرورت کے مطابق علم سیکھنا فرض عین ہے رب عزوجل کی معرفت کا علم اسکی وحدانیت کا علم اپنے نبی کی نبوت کا علم اور نماز کا طریقہ جیسے ضروریات علم ضروری ہے

واضع العلم: ملا علی قاری فرماتے ہیں کوئی چیز بالکل نااہل کو جس کی وہ استعداد اور صلاحیت نہیں رکھتا اس کو دینا ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں ہار پہنانا سونے چاندی کا تو اس کو کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ اس کو اس ہار کی اہمیت معلوم ہوگی تو ایسے ہی نااہل کو علم سکھانا ہے کہ اس کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا
اور جو علم حاصل کرنا ہے جو بندے پر حاصل کرنا ضروری ہے ان میں سے اخلاص اور اصلاح نفس کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور جو چیزیں عمل کو گمراہ کر دیتی ہیں اور جو تمام عمر دل میں آتے ہیں ان سب کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

اشیط العلم: نشط العلم کا مطلب اس کو ظاہر کرنا اور اس کو پھیلانا اس کو بیان کرنے ہیں علم کو حاصل کرنے کیلئے اور علماء سے اس کو حاصل کرنے کیلئے۔

من جاء مسجدی: یہاں مسجد سے مراد تمام مساجد نہیں بلکہ خاص مسجد نبوی مراد ہے

فان شاء اعطاہم: یعنی اگر انھیں عطا کرے تو یہ اس کا فضل ہوگا جو اس کے پاس ثواب ہے وہ انھیں عطا کرے اور اگر ان سے روک لے تو یہ اس کا عدل ہوگا اور عطا کرنے کو روکنے پر مقدم کیا گیا ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ رب عزوجل کی رحمت اس کے غضب

پھر جاتی ہے اور اس حدیث میں معتزلہ کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں رب عزوجل پر یہ واجب ہے کہ جب وہ نیک کام کرے تو ان کو ثواب عطا کرے اس حدیث میں ان کا رد کیا گیا ہے

بعثت معلما: اس میں اشارہ ہے کہ آپ ان میں تشریف فرما ہوئے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جاہل [illegible] اس لئے آپ ان کو سکھانے کیلئے ان میں تشریف فرما ہوئے

باب من بلغ علما

نضر اللہ: یہ نضارۃ کی مشتق ہے اور تخفیف دونوں طرح سے ہے اور اس کا معنی [illegible] تروتازہ ہونا اور اس سے ارادہ کیا گیا ہے اس کو اچھا اخلاق [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل اسے دنیا و آخرت میں خوش رکھے یہاں تک کہ اسے [illegible] عطا فرمائے جیسے اس نے علم کو تروتازہ رکھا اللہ عزوجل اسے بھی تروتازہ رکھے

رب حامل الفقہ: اس حدیث سے علم حدیث پہنچانے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی مسئلہ کوئی جانتا ہو اور وہ دوسرے کو بتا دے تو ہو سکتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے زیادہ صلاحیت رکھنے والا ہو اور سمجھ رکھنے والا ہو تو وہ اس سے بھی زیادہ فائدہ اٹھانے والا ہوگا اس سے کئی طرح کے مسائل بھی سیکھ لے گا اور نکال سکتا ہے۔

اخلاص عمل: اخلاص یہ ہے کہ خالص رب عزوجل کی رضا اور اس کی مرضی حاصل کرنے کیلئے ہی عمل کرے۔ پھر اخلاص کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اور اسی کے مطابق ہی لہٰذا قیامت میں ایک لیے بہت بڑا انعام و اکرام ہوگا اسی لیے فرمایا کہ وہ اللہ والے ہیں۔

الفقیہ اس میں معنی بتلا دیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شہادت گناہوں کے موافق کیلئے تیری ہوتی [illegible] خیرات [illegible] ہوتی ہے اس ہجرا پر وہ کہتے ہیں کہ جو گناہ ہو وہ ظاہر ہو [illegible] ہمیشہ [illegible] نہیں رہے گا لہٰذا اس میں [illegible] کہ گناہوں [illegible] شہوت ہوگی

والاثم حواز القلوب اس میں واؤ بمعنی او ہے یعنی قرآن پڑھو جن کا ہمیشہ سے [illegible] جیسے کہ قرآن پاک کی ایک آیت " ابتغوا [illegible] تو منوا " اس صورت میں اگر قرآن پڑھے گا تو ثواب ملے گا اور نہ پڑھے گا تو گناہ ملے گا

اور دوسری صورت یہ ہے کہ واو بمعنی جمع ہے تو اس صورت کا معنی ہوگا کہ پڑھو بھی اور کہو آرام بھی کر لو تو اسکو بھی اجر ملے گا

کان عمر استعملہ حضرت عمر کا ان الفاظ کے تعجب کرنا اسلئے نہیں تھا کہ آپ اس کو اس منصب کے لائق نہیں سمجھتے تھے بلکہ تعجب کرنا اسلئے تھا کہ آپ نے خلیفہ بنانے کیلئے کسی چیز کو معیار بنایا ہے تو انہوں نے بتایا کہ کتاب اللہ کو معیار بنایا ہے۔

الخیر عادة والشر لجاجة اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدھا راستہ انسان کی ایک فطرت ہے ایک فطرت سلیم کا مالک شخص کے راستے پر چلنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کرتا البتہ غلط ماحول اور ماحول کی وجہ سے شیطان کے وسوسوں اور مکر کی وجہ سے بعض اوقات انسان برائی کی راہ پر چل پڑتا ہے اس کو بار بار ضمیر [illegible] رہتا ہے جیسا کہ جب بھی انسان گناہ کی زندگی چھوڑ کر نیکی کی طرف آتا ہے تو اسے ایک روحانی خوشی اور دلی اطمینان کی وجہ کیفیت حاصل ہوتی ہے جو گناہ کی [illegible]

خواہشات زندگی میں حاصل نہیں ہوتی اس لئے کی تعلیمات اس [illegible] کے مطابق ہے

الشر لجاجة اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا اپنے اندر ایک اطمینان محسوس کرتا ہے نفس لوامہ اسے گناہ کرنے سے روکتا رہتا ہے اور توبہ سے ہوتا ہے جب اس کا ضمیر اسے گناہوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر جب گناہ کا ارتکاب کرنے والا بظاہر ہر وہ کام کرتا ہوتا ہے جو اسکا جی چاہتا ہے اس کے باوجود اسکو خوشی حاصل نہیں ہوتی دنیا کی دولت حاصل [illegible] بےچینی [illegible] وہ اس کی [illegible] اس کا ضمیر بالکل مردہ ہو جاتا ہے اور اس کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے

ان الانبیاء لم یورثوا اس میں اشارہ ہے کہ دنیا ایک ذلیل چیز ہے اور انبیاء نے صرف ضرورت کے تحت اس سے حاصل کیا اور اس میں مبالغہ کرتا ہے کہ وہ لوگ دنیا سے بچتے تھے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انبیاء صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اپنی جان و مال اور اولاد کیلئے جن اور جو دنیا کا طالب ہے وہ علماء کے وارث نہیں ہیں

المشتاقون [illegible] ایسے لوگ ہیں جن کے پاس [illegible] جواب یہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مال ہو گا دنیا میں مگر انہوں نے ترکہ کوئی بھی نہیں چھوڑا اور وہ بھی اللہ کی [illegible] جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے لوگوں سے کہا بازاروں میں تجارت و خرید و فروخت میں مشغول تھے انہوں نے کہا کہ تم لوگ یہاں ہو اور مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے تو لوگ جلدی جلدی وہاں گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ علم سیکھنے میں مشغول ہیں تو انہوں نے کہا یہاں تو کچھ ایسا نہیں

1 اخلاص خاص 2 اخلاص عام

1 اخلاص خاص یہ ہے کہ بندہ صرف رب عزوجل کیلئے عمل کرے اور اس سے جزا و آخرت کسی بھی چیز کا قصد نہ کرے جیسے جنت وغیرہ کیلئے عمل نہ کرے۔

2 اخلاص عام یہ ہے کہ بندہ دنیا کیلئے عمل نہ کرے یعنی اس عمل سے مقصود شہرت اور ریا نہ ہو۔

والنصح: مسلمانوں کیلئے خیر کا ارادہ کرے ان کو نصیحت کرے ان کی ہر کام میں بھلائی چاہے اور جماعت کو لازم پکڑنے سے مراد یہ ہے کہ حق جماعت میں ان کے ساتھ شریک ہو اور مسلمانوں کے اعتقاد میں بھی ان کی موافقت کرے۔

باب من کان مفتاح للخیر

ان هذا الخیر خزائن: اس سے مراد امور ہیں جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت اور نماز زکوۃ وغیرہ تو یہ اسباب ہیں آخرت کے خزانوں کے کیونکہ جب بندہ اعمال صالح کرے گا تو اسکو ثواب ملے گا اور ثواب کے ذریعے ان شاء اللہ جنت ملے گی اس لیے الخیر خزائن فرمایا جن لوگوں کو خیر کی چابیاں کہا گیا ان سے مراد وہ اللہ عزوجل کے وہ بندے ہیں جو لوگوں تک بھلائی پہنچاتے ہیں جو اہل معرفت اور اہل علم ہوتے ہیں۔

ولد صالح یدعو: نیک اولاد کا ذکر اولاد کو دعا کرنے کی ترغیب دلانے کیلئے ہے کہ وہ اپنے والدین کیلئے دعا کرے یہاں تک کہا گیا ہے کہ نیک اولاد کے عمل سے باپ کو ثواب حاصل ہوتا ہے چاہے وہ دعا کرے یا نہ کرے جیسے درخت لگانے والے کیلئے ثواب ہوتا ہے جیسے پھل کھانے والا اس کیلئے دعا کرے یا نہ کرے اسی طرح باپ کو اپنی اولاد کی اچھی تربیت کا ثواب ملتا ہے چاہے وہ دعا کرے یا نہ کرے جو بھی نیک عمل کرے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا اس حدیث میں والدین کو بھی ابھارا گیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔

صدقہ جاریہ: یعنی اس کا اجر پہنچتا رہے گا جیسے امور خیر میں وقف کرنا وغیرہ بعض نے کہا ہے اس سے مراد وقف یا اس کی مثل ہے جس کا اجر ہمیشہ ملتا رہے گا۔

باب من کرہ ان یوطأ عقباہ

متکئا: اس کا مطلب یہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت کسی چیز پر ٹیک لگا کر بیٹھا جائے بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ ایک ہاتھ زمین سے ٹکا کر بیٹھنا یا چار زانو بیٹھنا یہ متکبرین کا طریقہ ہے اور چار زانو بیٹھ کر وہ آدمی کھاتا ہے جو زیادہ کھانے کا عادی ہو اس لیے اس سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پرہیز فرماتے تھے بخلاف حالت اقعاء کے کہ وہ عاجزی کرنے والوں کا طریقہ ہے اللہ کے بندے اس لیے اس طرح بیٹھتے ہیں کہ جلدی سے بس کھانا کھا کر رب عزوجل کی عبادت کیلئے جلدی سے فارغ ہو جائیں اور یہ چوکڑی مار کر بیٹھ کر کھانے میں حاصل نہیں ہوتا۔

عقب رجلان: یعنی ایک آدمی آگے چلے اور دو اس کے پیچھے چلیں اس سے آگے والے کا تکبر کرنا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے اور یہ بھی ہے کہ جا رہا کوئی دوسرے آدمی اسکے برابر بھی چلیں اس کے علاوہ اس کے پیچھے چلنے والوں کیلئے بھی نقصان ہے اور وہ بھی خود کو اپنے آپکو اس سے کمتر سمجھتے ہیں اور

جو صورت کہ حضرت انس خادم ہیں [illegible] مراد کرتا ہے [illegible] زیادہ لوگوں کا چلنا [illegible] کے خلاف [illegible] ہوتا ہے اور اللہ کے نبی [illegible] خلاف نہیں کرتے

لئلا یقع: لوگوں کو سکھانے کے لیے اور انہیں اس سے بچانے کیلئے آپ [illegible] اس سے بلند ہے اور یہ بات بہت بعید ہے کہ آپ کے دل میں کبھی تکبر واقع ہو۔

باب وصاة بطلبة العلم

اس باب میں طالب علم کی فضیلت اور انہیں جو نصیحتیں سنائی گئی ہیں

واقنوهم: انہیں علم سکھاؤ اور ان کے لیے علم جمع کرو تاکہ وہ بے نیاز ہو جائیں جب انہیں اسکی حاجت ہو

فیقبض رجلیه: علم کی طلب کرنے والوں کی تعظیم کیلئے آپ اپنے پاؤں سمیٹ لیتے اور مرحبا کرتا دعا کرنے کے معنی میں ہے [illegible] والوں کی عادت [illegible] کہ جب وہ [illegible] تو دعا [illegible] زندگی میں وسعت کی دعا دیتے ہیں اور [illegible] کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ تمہاری عمر ہزار سال [illegible] جو تحیت مراد ہے وہ تحیت [illegible] وہ دعا [illegible] کرتا ہے۔

فاحار کلثما: حسن بصری کا قول یہ ہے کہ انہوں نے ان مردوں کی شکایت کی کہ انہوں نے تکبر کیا [illegible] صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان سے بہت بعید ہے

الانتفاع بالعلم والعمل به

من علم لا ینفع: [illegible] اعمال [illegible] اخلاق [illegible] علم [illegible] حاصل کرتا ہے

لا یشبع: [illegible]

ومن قلب لا یخشع: [illegible] علم [illegible] حاصل [illegible] نفع [illegible] پناہ مانگی جائے

اور دل کو اس لیے [illegible] کہ اس سے [illegible] اور وہ [illegible] ہو جائے پس اگر ایسا نہ ہو تو وہ دل گناہ گار ہے پس چاہیے کہ اس سے پناہ [illegible] اور نفس جب [illegible] تو دنیا کی حرص [illegible] اس کے [illegible] پناہ مانگنی چاہیے

دعا قبول نہ ہونے کی [illegible] جس کا علم نفع نہ دے جس کے دل میں خشوع نہ ہو اور جس کا نفس کبھی سیر نہ ہو اسکی دعا قبول نہیں ہوتی۔

ولا تعیروا: [illegible] علم حاصل [illegible] لوگوں کے دلوں میں [illegible] دنیا کی [illegible] دل سے نکل جاتا ہے [illegible]

بھی نجات پا گئے ہیں اور ایک مقابلہ کرنا ہوتا ہے اور ایک مناظرہ کرنا ہوتا ہے مناظرہ درست ہوتا ہے اور مقابلہ درست نہیں ہوتا علم حاصل کرنے کی نیت سے معلوم ہوتی کہ اخلاص کے ساتھ حاصل کرے کوئی دنیاوی غرض نہ ہو اور مناظرہ کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے بلکہ خاص لوگوں کے لائق خاص ہے علماء سے مراد لوگوں سے جھگڑا نہ ہو۔

جب الحزن: دوزخ کی ایک وادی ہے جو بہت گہری ہے اور کنویں کی شکل ہے یہ اتنی زیادہ بہت تنگ ہے کہ دوزخ بھی تو اس سے دوزخ خود دن میں 400 مرتبہ پناہ مانگتی ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے وہ قاری جو اپنا عمل قرآن پڑھنا صرف دکھاوے اور ریا کیلئے کرتے ہیں اس وحشت ناک وادی میں دھکیل دیے جائیں گے اسی حکم میں ریا کار عالم اور عابد بھی داخل ہے کیونکہ علم کی اصل بنیاد تو قرآن ہی ہے اسی طرح عبادت بھی قرآن احکام کے مطابق ہوتی ہے اس لیے ایسے عالم و عابد جو ریاکار ہے وہ انہیں ریاکاروں کے ہمراہ اسی کنویں کا لقمہ بنیں گے

ولیس زوار الامراء: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قاری سرداروں سے صرف جب جان و مال اور دنیاداری طمع و لالچ کی خاطر ملتا ہے وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ترین ہے ہاں اگر سرداروں سے ملنا امر بالمعروف والنہی عن المنکر کیلئے ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں نیز یہاں سرداروں سے بھی وہی سردار مراد ہے جو ظالم و جابر ہو کیونکہ جو سردار عادل امیر و حاکم ہو یہ حکم نہیں کیونکہ ایسے امراء کو سردار جو اللہ کے نیک بندے ہوں ان سے ملاقات عبادت میں داخل ہیں۔

اما الوالعلماء: علم کو ذلت و اہانت سے بچانا اس طرح کہ خود طمع و لالچ میں دنیاداروں کے دروازے پر دھکے نہ کھائے کیونکہ عالم کی ذلت سے علم کی ذلت ہے اور علماء کی بے حرمتی اللہ کے دین کی ذلت ہے۔

وو ضعوہ عند اہلہ: یعنی قدردانوں اور شریف الطبع لوگوں کو علم سکھاتے ہیں اور اس علم کو اس کے اہل تک پہنچانے میں پڑ گئے: یعنی اس طرح کہ بادشاہ ان کے قدموں کے نیچے اور ان کے احکام ان کے کلیسوں کے تابع ہوتے۔

باب من سئل عن علم فکتمہ

اذا سمع: ابوہریرہ کو اپنی جان کا خوف جان اور دنیا کا قول تھا تو آپکی دشمن قتل کرانا کا خطرہ ظاہر نہ ہو سکیں جب انہوں نے دیکھا کہ علم کو چھپانے کی وعید ہے تو انہوں نے ظاہر کرنے کو چھوڑ کر ظاہر کرنے کو ترجیح دی یعنی اس بلا میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے کہ ظاہر کر دے اسلئے عالم اور داعی کو چاہیے کہ جب جان اور مال کے خوف سے عمل کو نہ چھوڑے بلکہ جو بری بات ہے اس سے بچا جائے۔

اذا لعن: جو لعنت کریں گے اس سے مراد روافض اور خوارج ہیں جنہوں نے صحابہ کرام کے مناقب و فضائل کو چھپایا۔

من سئل عن علم: چھپانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے صحیح مسئلہ معلوم تھا پھر بھی اس نے کسی معقول عذر کے بغیر اسے ظاہر نہ کیا۔

یلمام الشارہ: لمام مزل میں الہام کے اس حصے کو کہتے ہیں جو کم از کم ہوتا ہے اور توبہ کا جذبہ ہوا ہوتا ہے الہام کا جو حصہ ... میں ہوتا ہے اسے الہام کہتے ہیں اسے علم ہو جائے کی صورت سزا ثابت ہوتی ہے

باب لثواب القرآن

ماہر قرآن: ماہر قرآن وہ شخص ہے جس کو قرآن خوب یاد ہو اس کو بغیر رکاوٹ کے پڑھتا ہو اس کے لئے قرآن پڑھنا کوئی مشکل اور دشوار امر نہ ہو اسی طرح سفرۃ سافر کی جمع ہے اس کے معنی کاتب یا سفیر اور رسول یا لوگوں کے درمیان صلح کروانے والا اور بررۃ بار کی جمع ہے اس سے مراد فرشتے اور انبیاء ہے جو لوح محفوظ سے اللہ کی کتاب میں نقل کرتے ہیں یا احکام انبیاء کی طرف یا مخلوق کی طرف پہنچاتے ہیں اور لوگوں کے درمیان صلح کرواتے ہیں اسی طرح وہ فرشتے ہو سکتے ہیں جو بندوں کے اعمال لکھنے پر مامور ہے ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اصحاب نبی ہے

یتتعتع: جس شخص کو قرآن یاد نہ ہو اور اٹک اٹک کر پڑھتا ہو اس کیلئے دو ثواب کی بشارت دی گئی ایک ثواب پڑھنے کا دوسرا ثواب مشقت کا جو اسے قرآن پڑھنے میں ہوتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے وہ ماہر قرآن سے زیادہ ثواب پاتا ہے کیونکہ ماہر قرآن کو تو بہت زیادہ ثواب ملتا ہے افضل تو ماہر قرآن ہے وہ تو معزز فرشتوں کا رفیق ہوتا ہے لیکن اٹک اٹک کر پڑھنے والے کیلئے بھی باعتبار مشقت

ایک طرح کی خطا بھی اور ثواب ثابت ہے

اجمل قاصب: شاعب سے مراد وہ پھل جس کا رنگ بدلا جاتا ہو اور مشقت یا مشکل کی وجہ سے چہرہ متغیر ہو جاتا ہے تو اسی طرح قرآن پڑھنے والا بھی پڑھتا پڑھتا رہے کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ جو پڑھتا ہے تو ... ثواب اس کا

خلفات: یہ حرف تشبیہ چیز کیلئے ہے والف قرآن ایک ورت کے مثل ہیں جیسا جنر کی کوئی مجبور نہیں ہوتی ہے یہ تشبیہ اسلئے ہے کہ بندہ جب ایک آیت پڑھتا ہے تو اس کو بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے

معلقۃ: یعنی ... کو رسی سے باندھ کر رکھا جب بندہ قرآن پڑھتا ہو تو اسے یاد رہتا ہے ورنہ اسے چھوڑ کر چلے جاتا ہے

سبع المثانی: سے مراد سورۃ فاتحہ ہے اسکو اس لئے سبع مثانی کہتے ہیں کہ اس میں سات آیتیں ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد سات طویل سورتیں سورۃ بقرہ سے سورۃ توبہ ہے سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کو ایک شمار کیا ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان بسم اللہ نہیں ہے یعنی بسم اللہ کے ذریعے فاصلہ نہیں کیا جاتا

من: سے تبعیض جنس کیلئے یعنی جنس کو ظاہر کرنے کیلئے یا تبعیض کیلئے اس سے مراد سات وہ آیتیں یا سات وہ سورتیں جس میں اللہ تعالی کی تعریف بیان کی گئی ہو

ملاطہ کروانی ... اس سے مراد وہ سات کلمات ہے جو اللہ تعالی کی صفات اور حمد پر دلالت کرتے ہیں اور وہ سورۃ فاتحہ میں تکرار کے ساتھ آئے ہیں

کہ سارے معبودوں کی نفی ہو جاتی ہے اس کی غیرت [illegible] ایمان صحیح ہوتا ہے [illegible] بیان ہو چکا ہے

ولا [illegible] ۔ [illegible] جب اسلام [illegible] ہے تو لا الہ الا اللہ کے ذریعے تمام معبودوں کی نفی ہو جاتی ہے جو اس سے پہلے [illegible] اور یہ شک اسلام صرف اس کلمے کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے

باب فضل الحامدین

افضل الدعاء ۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو لا الہ کے ذریعے تمام معبودوں کی نفی ہوتی ہے اور الا اللہ کے ذریعے ایک معبود حقیقی یعنی اللہ کا اقرار ہوتا ہے اور جب زبان سے یہ کلمہ ادا ہوتا ہے تو اس کی تاثیر ظاہری زبان سے دل کی گہرائیوں کی طرف رجوع کرتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان سے تمام باطل معبودوں کی نفی اور ایک حقیقی معبود کا اقرار یقین اور اعتقاد کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

الحمد للہ کو افضل دعا کہا اس کی وجہ ۔

کریم کی تعریف دراصل سوال کے زمرہ میں آتی ہے اس کی افضل اس لئے بتایا کہ منعم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد شکر کے معنی میں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شکر نعمتوں میں زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔ آیت کریمہ: اگر تم شکر کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا۔

الایمان الذی اعطاہ افضل ۔ بے شک حمد تمام شکر کی اصل ہے اس قول میں اسی حمد کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے اور یہ قول اسی لئے بھی افضل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت [illegible] ہے اور [illegible] کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا

افضل [illegible] فرمایا کہ [illegible] فضل [illegible] اور [illegible] کی فضیلت [illegible] بیان ہوں کہ [illegible] اور یہ کلمہ [illegible] سے اول نہیں ہے۔

باب فضل التسبیح

کلمتان خفیفتان ۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ خفت سہولت سے استعارہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ زبان پر سہولت سے جاری ہو جاتے ہیں اور یہ کلمات حقیقی طور پر بھاری ہیں چونکہ اعمال [illegible] جسم [illegible] اور [illegible] کیا گیا ہے کہ اعمال [illegible] کا وزن کیا جائے گا [illegible] کلمات [illegible] وزن دار ہوں گے۔

عدد خلقہ ۔ [illegible] اور اس [illegible] کو بیان کیا گیا ہے [illegible] کیا گیا ہے۔

ینطفن حول العرش ۔ یعنی وہ عرش کے گرد [illegible] اس کی بہت خفیف سی آواز ہوتی ہے اور اس کا [illegible] کے سامنے کیا جاتا ہے اور یہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] ذکر سے [illegible] ذکر کرنا اور [illegible] ذکر کو ترک نہ ہونا۔

تفصیل:۔ کیونکہ قرآن پاک کا مضمون تین حصوں پر مشتمل ہے ۱۔ اللہ کی ذات و صفات ۲۔ احکام ۳۔ [illegible] چونکہ سورۂ اخلاص میں پورا ایک وصف پایا جاتا ہے اس وجہ سے وہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

افضل الذکر:۔ یعنی بندے [illegible] سے افضل ہے اگر یہاں ذکر اللہ سے مراد زبانی ذکر ہے تو اسکی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ ذکر اللہ بلاواسطہ رب تک پہنچایا جاتا ہے اور دوسری عبادت بالواسطہ رب تک پہنچائی جاتی ہے اور ذکر سے مراد قلبی اور دل ذکر اللہ ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ذکر دل کی عبادت ہے اور دوسری عبادات بدنی ہیں دل بادشاہ ہے اور اعضاء اس کی رعایا۔ بادشاہ کا عمل رعایا کے عمل سے افضل ہوتا ہے جہاد میں کافر کو مارا جاتا ہے۔

ما جلس قوم:۔ اس میں بیٹھ کر ذکر اللہ کرنے کی فضیلت کا علم ہوتا ہے۔

تنزلت:۔ سکینہ سے مراد فرشتوں کی ایک جماعت ہے انکا نام سکینہ ہے جب یہ مسلمانوں کے پاس آتے ہیں تو اس سے انس اور سکون حاصل ہوتا ہے اس لئے انہیں سکینہ کہتے ہیں یہاں فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو زمین کا چکر لگاتے رہتے ہیں ذکر اللہ کے حلقے ڈھونڈتے رہتے ہیں اور رحمت سے خاص رحمت الٰہی ہے جو ذکر ہی کیلئے مخصوص ہے۔

اعتراض:۔ یہ دو فرشتے جو انسان کو گھیرے ہوئے ہی ہوتے ہیں تو یہ فرشتے کیوں کہے گئے ہیں۔

جواب:۔ فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو زمین کا چکر لگاتے رہتے ہیں اور ذکر اللہ کے حلقے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

ارطبا:۔ جس طرح زبان کی خشکی زبان کے رکنے [illegible] کیلئے کنایہ ہے اسی طرح زبان کی تری زبان کی روانی کیلئے کنایہ ہے یا مراد یہ کہ یہاں زبان کی تری اس بات سے کنایہ ہے کہ ہر دم ذکر پر مداومت ہو اس طور پر کہ ذکر اللہ سے زبان خشک نہ ہونے پائے اور جان نکلے یا اس طرح کہ [illegible] الحسنہ جیسے جلال اسی طرح جو زبان ذکر اللہ سے تر رہے گی وہ جہنم میں نہیں جائے گی حدیث [illegible] عمل ہی مراد ہے اور ذکر خفی بھی مراد ہے۔

ولا حول ولا قوۃ:۔ حول کا لفظ حرکت کے معنی میں ہے کوئی طاقت اور نہ قوت مگر اللہ کی طرف سے ہے ایک قول یہ ہے کہ حول کا معنی حیلہ ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں گناہ کا دور کرنے کا کوئی حیلہ نہیں اور خیر کو حاصل کرنے کا کوئی حیلہ نہیں مگر اللہ کی مدد سے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کے عذاب کو نہیں دور کر سکتا مگر اللہ کی توفیق سے اور ولا قوۃ کا معنی کہ اللہ کی اطاعت پر کسی کو مدد حاصل نہیں مگر صرف اللہ عزوجل کی مشیت سے۔

لا سیقعاہ:۔ کوئی بھی عمل کی ایسی شان نہیں ہے کہ بندہ اس سے نجات پائے سوائے اس کلمے کے کیونکہ اس کلمہ کا کہنے والا نجات حاصل کر لیتا ہے اگرچہ وہ اپنی پوری زندگی میں نیک عمل نہ کرے پس گویا اسکی فضیلت انجام کے اعتبار سے ہے لا الہ الا اللہ کو سب سے افضل اس لئے کہا کہ اسلام اور ایمان

باب الاستغفار

انی لاستغفر اللہ ۔ اس حدیث میں فرمایا کہ میں ۱۰۰ مرتبہ استغفار کرتا ہوں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ لوگوں کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جا رہے ہیں تو یہ استغفار گناہوں کی بخشش کیلئے نہیں ہے کیونکہ انبیاء کرام تو صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا امت کی تعلیم اور احکام کی تبلیغ کیلئے تھا اور امت کو آداب سکھانے کیلئے تھا اور یہ استغفار مشاہدہ تام حاصل کرنے کیلئے تھا کیونکہ فتح مکہ کے بعد دین مکمل ہوگیا لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکمل طور پر رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگئے اور کامل مشاہدہ حاصل کرنے کیلئے توبہ و استغفار میں مشغول ہوگئے۔

باب فضل العمل

تقربت منہ ذراعا ۔ ذراع انگلیوں کے سرے سے کہنی تک کے حصے کو کہتے ہیں اور باع دو ہاتھوں کی مقدار کو کہتے ہیں۔

انا عند ظن عبدی بی ۔ یعنی اگر بندہ یہ گمان رکھے کہ اللہ معاف فرمانے والا ہے تو اسکیلئے وہی ہوتا ہے اور جو یہ گمان کرے کہ اللہ عزوجل اسکو سزا دے گا تو اس کیلئے وہی ہوگا اور اسی طرح جب بندہ [illegible] عبادات میں رب عزوجل پر بھروسہ کرے تو اللہ عزوجل اس سے لطف و مہربانی کا معاملہ فرماتا ہے اور یہ بھی وہ مقام ہے کہ بندے کے اللہ عزوجل پر گمان توکل اعتماد کا معلوم ہوتا ہے لہذا بندے کو ہمیشہ رب عزوجل سے اچھا گمان رکھنا چاہیے۔

فان ذکرنی فی نفسہ ۔ یہاں ذکر خفی کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے جب بندہ دل میں ذکر کرتا ہے تو وہ ریاکاری میں مبتلا نہیں ہوتا بے شک ظاہر ہوگیا کہ اپنے دل میں ذکر کرنا مجالس میں ذکر کرنے سے افضل ہے اور یہ [illegible] ذکر کرنا [illegible]

ان اقترب الی شبرا ۔ اس سے یہی سمجھ آتا ہے کہ جو بندہ قرب کی طلب کرتا ہے [illegible] شیخ الاسلام [illegible] فرماتے ہیں [illegible] حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کیلئے [illegible] اور اس قرب میں بندے کے عمل کا کوئی دخل نہیں بلکہ قرب تو محض اللہ عزوجل کے فضل سے ہے جو طلب کرنے والے کو عطا فرماتا ہے۔

الا الصوم فانہ لی ۔ امام [illegible] فرماتے ہیں کہ عبادت کی رب عزوجل کی طرف اضافت کرنا اس میں 55 قول ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دن جب بندے سے جھگڑا ہوگا اور کوئی شخص اسکی نماز لے گا کوئی زکوۃ لے گا کوئی حج [illegible] عبادات اس سے لے جائیں گے اور مظلوم [illegible] اللہ تعالیٰ فرمائے گا [illegible] روزہ میرے لیے ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ تمام عبادات تو لوگوں پر ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن روزہ باطنی عبادت ہے [illegible] کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔

ایک قول یہ ہے کہ بندہ روزے میں اپنی محبوب اشیاء سے یعنی کھانے پینے [illegible] سے رکتا ہے اور یہ نفس کی [illegible] ہے اور نفس

کی مخالفت کرنا حق کی موافقت ہے

۹ ایک قول یہ ہے کہ یہ ایسی عبادت ہے جس میں بندہ ملائکہ کے مشابہ ہو جاتا ہے کیونکہ ملائکہ بھی کھاتے پیتے نہیں ہیں

۴ ایک قول یہ ہے کہ یہ اضافت کرنا اس کی فضیلت کو تمام عبادات پر ظاہر کرنے کیلئے ہے جیسے کہ مسجد کو اللہ عزوجل کا گھر کہا جاتا ہے۔ غرضیکہ اس عبادت کا بے حد ثواب ہے جس کو رب عزوجل ہی جانتا ہے۔

باب ما جاء فی لا حول ولا قوۃ الا باللہ

الا ادلک علی کنز من کنوز الجنۃ ۔ اسکے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان الفاظ کو کہنے والے کیلئے جو ثواب جمع کیا جاتا ہے اسے اس خزانے سے تشبیہ دی گئی ہے جو بندے کیلئے جمع کیا جاتا ہے امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس طرح انسان اپنے جمع کئے ہوئے خزانے سے فائدہ حاصل کرتا ہے اسی طرح ان الفاظ کے پڑھنے سے جو ثواب جمع ہوتا ہے اس سے بھی انسان کو نفع حاصل ہوتا ہے گویا کہ ان الفاظ کو پڑھنے والا اپنے تمام اعمال کو رب عزوجل کے سپرد کر دیتا ہے۔

ابواب الدعاء

3

باب فضل الدعاء

ان الدعاء ھو العبادۃ ۔ بے شک دعا عبادات میں سے ایک آسان عبادت ہے یعنی دعا بھی عبادت کی ہی ایک قسم ہے ایک حدیث میں لفظ عبادت کا ہی مغز کہا گیا ہے گویا کہ دعا مانگنے والا رب عزوجل کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کے ماسواء تمام لوگوں سے اعراض کر لیتا ہے اور دعا میں اظہار عاجزی و انکساری بھی ہے۔

باب دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وامکر لی ۔ نہایہ میں کہا گیا ہے کہ رب عزوجل کی خفیہ تدبیر اس کے دشمنوں پر واقع ہوتی ہے نا کہ دوستوں پر اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بندے کا استدراج ہے طاعات کے بارے میں یعنی وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی عبادتیں مقبول ہوتی ہیں جبکہ وہ مردود ہوتی ہیں اور یہاں اس کا معنی یہ ہے کہ تیری خفیہ تدبیر میرے دشمنوں کو پہنچے مجھے نہ پہنچے۔

ان القلوب بین اصبعین ۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رب عزوجل بندے کی طرف کبھی فجور کو الہام فرماتا ہے کبھی تقوی کو اور یہ جو فرمایا کہ رحمن کی انگلیوں کے درمیان ہے تو نہایہ میں ہے کہ اصابع اصبع کی جمع ہے اور وہ جسم کے اعضا میں سے ہے اور رب عزوجل اس سے پاک ہے اس کا اطلاق مجازاً طور پر کیا گیا ہے یعنی بندے کا دل اس قدر جلدی بدل جاتا ہے اور اس کا پلٹنا اللہ عزوجل کی مشیت پر ہوتا ہے ایک بزرگ علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جو میدان میں پڑا ہوا ہے اور اس کو ہوائیں کبھی اس طرف پلٹتی ہیں کبھی اس طرف اللہ عزوجل ہمارے دل کو